

عطاء الرحمن  
یونیورسٹی آف دہلی

## چکبست کی شاعری میں وطن کی خوشبو

پنڈت برج نرائن چکبست کا شمار اردو ادب کے صف اول کے شاعروں میں ہوتا ہے انہوں نے مختلف صنف سخن میں طبع آزمائی کی لیکن وہ بنیادی طور پر ایک شاعر کی حیثیت سے زیادہ کامیاب ہوئے۔ انہوں نے اپنی شاعری بالخصوص نظم نگاری کے ذریعے ایک سچے محب وطن ہونے کا ثبوت دیا اور اپنی شاعری کو قوم کی اصلاح و فلاح کا ذریعہ بنایا اور حب الوطنی اور خود بیداری کا کام تامر انجام دیا۔ جدید دور میں ان کا نام سر علامہ اقبال اور حسرت موہانی جیسے بلند و مرتبت شوروہ کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ انہیں قومی شاعر کا لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

چکبست کی کل شاعری تصنیفات میں ہمیں خوب الوطنی کا عکس جا بجا نظر آتا ہے انہیں اپنے وطن سے بے لوث عبث تھی۔ مسلکی و قومی معاملات میں وہ ایک خالص ہندوستانی تھے انہوں نے اپنی نظم نگاری کے ذریعے نہ صرف حب الوطنی کے گیت گائے بلکہ ہندو مسلم اتحاد اور آزادی تحریک کی کھل کر حمایت کی۔ ان کے سامنے اپنے وطن کی گنگا جمنی تہذیب کی قادری تھی۔ انہوں نے خالی اور علامہ اقبال کی روش پر قوم کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا اور اپنی کے ذریعے ہندوستانی نوجوان کی اصطلاح کی۔ ان میں تعلیمی بیداری اصلاحی پہلو کا جذبہ اور وطن سے محبت کرنا سکھایا۔

انہوں نے بہت سی نظمیں لکھیں جن میں نوجوانوں کو قدم قدم پر بیدار کیا ان میں تعلیمی ذوق و شوق پیدا کرنے پر زور دیا نصف نوجوان لڑکوں بلکہ لڑکیوں کی تعلیم کی بھی کھل کر حمایت کی۔ وہ تعلیم نسواں کے حامی تھے لیکن عورت کو رجم بنانے کے سخت خلاف تھے وہ مذہبی تعصب کی تنگ نظری اور بداندیشی سے کوسوں دور تھے۔ وہ تمام لوگوں کو آگے بڑھانے کی تلقین کرتے رہے تاکہ وطن ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکے اور مسلمانوں ملت کا ہر نوجوان خدمت میں پیش ہے پیش رہے۔ وہ اتحاد ملت کے زبردست قائل تھے ان کا مذہبی نقطہ نظر بھی اوروں سے جدا تھا۔ ان کے یہاں مذہب ہی مذہب میں بھی افلاہی پہلو نظر آتا ہے بڑا جو انسان سے محبت سکھاتا ہے۔

خود بینی سے خالی ہیں مذہب کے بھی حامی  
ہر نفس کی منظور حقیقت میں غلامی  
ہو جائیں نجات اپنی تمنا ہے تو وہ

سودائے محبت میں انہی کے ہیں حامی  
عرفان کی خبر لاتی ہوں گوت با گرامی  
کچھ قوم کی پرواہ نطقہ کا ذمہ ہے

چکبست اپنی بیشتر نظموں میں وطن کو سنوارنے اور نکھارنے کا شور دیتے ہیں۔ اور اخلاق و کردار کو درست کرنے کی بات کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وطن کے سبھی لوگ تمام اختلافات کی دیوار ڈھا کر ایگزٹ ہو جائیں اور ملک کی خدمت کی۔ اس کا اظہار اپنی نظم میں اس طرح کرتے ہیں۔

واجب نہیں مذہب کے مسائل میں بھی جیت

باز بچہ اطفال ہیں ہفتاد و ملت

بس قابل تسلیم اسیں کیہ شریعت

جس دل میں ہو انسان کے لئے درد محبت

تہذیب پسند دید آفاق نہیں ہے

مذہبی ہی ملتی ہیں اخلاق نہیں ہے

تعلیم سے متعلق چکبست کا نظریہ یہ تھا کہ چکبست مکمل طور پر ہر ذوائب نظر سے تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان کے ساتھ ہمہ تن کھڑے نظر آتے تھے۔ چاہے وہ پنڈت موہن مال مدن موہن مالویہ کی تعلیمی تحریک ہو یا سرسید احمد خان کی علی گڑھ تحریک انہوں نے تعلیم پر نہ سال لیک کہا بلکہ اس کی پر زور و کالت بھی کی اور اپنی نظموں کے ذریعے نئی نسل کو پیغام دینے کی کوشش کی۔ وہ عدم تعاون کی تحریک کے اس پہلو کی کھل کر مخالفت کرتے تھے جو طلباء کو اسکولوں و کالجوں تک جانے سے روکتا تھا کہتے ہیں:

ہم میں باقی نہ رہے گی یہ جوانی کی شراب

شانے تعلیم ہی یہی ہیں تہذیب شباب

چمن عمر ہمیشہ نہ رہے گا شاداب

نشے عالم میں ہر وقت رہو تم غرقاب

ہی پیش آئے نشہ رہے گا جس میں جوا ہے

اے دل کو طبیعت کی روانی وہ ہے

چکبست نے جدید تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا اور اس بات پر بھی عماد کیا کہ وہ اس تعلیم کے ذریعے اپنے ملک و قوم کی خدمت کریں۔ تعلیم سے دلی عبث کا اندازہ ان کی اس نظم سے بھی ہوتا ہے۔

دولت علم لی گئی اسی درسے دن رات

ہم نے سوچی ہے یہی نام اسی کی خیرات

بہ رضای برہمن کے حرم سے سادات

سب یہاں آپ پائینگے سرمائے تسکین

نمائندگی کا بھی احساس ہوتا ہے۔ خصوصی عورتوں کی مبادی حقوق دینے کے معاملے میں اپنے احد سے بھی ایک دہائی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ انھوں نے نہ صرف ہندو مذہب میں بیوہ عورتوں کی شادی کی تائید کی تھی بلکہ ساتھی رسم پردہ کی بھی مخالفت کی اور تعلیم نسواں کی حمایت کی۔ چک بس نے نوجوان لڑکوں کے ساتھ ان لڑکیوں کو بھی مخالف مخاطب کیا جو دنیا میں تعلیم سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا چاہتی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ انہیں ایک پیغام بھی دیا تو اپنی حیا غیر قومیں خاندانی عزت و آبرو کو ہر گز برباد نہ ہونے دیں۔ کیونکہ ان کی آغوش میں ہندوستان کا مستقبل پرورش پارہا ہے۔ وہ کہتے ہیں

کاوش کام پے مردوں کی نہ جاناہر گز  
 داغ تعلیم میں اپنی نالگانہر گز  
 جو بناھے ہمیں نمائش کھلونہ تم کو  
 ان کی خاطر سے یضرطن اٹھاناہر گز  
 رخ سے پردہ کو اٹھانا تو بہت خوب کیا  
 پردہ ایشن کو دل سے نہ اٹھاناہر گز  
 تم کو قدرت نے بخشا ہے حیا کا زیور  
 ملاسکا نہیں قارون کا خزانہ ہر گز  
 اپنے بچوں کی خبر قوم کی مردوں کو نہیں  
 یہ معصوم انہیں بھول نہ جاناہر گز  
 ان کی تعلیم کا مکتب ہے تمہارا زانو  
 پاس مردوں کے ہیں ان کا ٹھکاناہر گز  
 پرورش قوم کی دامن میں تمہارے ہوگی  
 یاد اس خرمن کی دل سے نہ بھلاناہر گز  
 کس کے دل میں ہے وفا کس کی زبان ہے  
 نہس سنا ہے نہ سنوں گی یہ فسانہ ہر گز

پنڈت برج نارائن چکبست کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ لکیر کے فقیر نہیں تھے بلکہ ہمیں ان کے ہاں سماجی اصلاح کا منطقی طریقہ ملتا ہے جس میں مشرقی و مغربی تہذیب کے عناصر گلے ملے نظر آتے ہیں۔ ان کا عقیدہ تھا کہ پرانی تہذیب سے جو کچھ بھی اچھی قدرے ملے اسے پوری طرح سمیٹ لینا چاہیے لیکن سے بھی نئی روشنی اور نئے تمدن سے بھی آنکھیں چار کرنا چاہیے۔ ہماری مشرق و مغرب

دونوں کا عکس ہونا چاہیے۔ چک بسنے تہذیب کے قائل تھے لیکن اس بات کے مخالف تھے کہ ان کی قوم دوسری تہذیب کی پیروی کریں اور ان کے نقش قدم پر چلے۔ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ ہمیں اپنا راستہ خود بنانا چاہیے۔ وہ حب وطن خون میں شامل نہیں رکھتے گو حوصلہ رکھتے ہیں مگر دل نہیں رکھتے

چکبست کے یہاں اصلاحی پہلو اور حب الوطنی کا جذبہ ہر جگہ کار فرما ہے۔ انہوں نے ہر اس چیز سے نوجوانوں کو منع کیا جو ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہو۔ خواہ وہ تعلیم و تربیت کا مسئلہ ہو یا مال و دولت کا۔ مال و دولت سے متعلق چکبست کا نظریہ متوازن ہے۔ وہ دولت کو مزدوری سمجھتے ہیں لیکن ان کی مناسب تقسیم کے قائل نہیں۔ ان کے خیال میں زر ہونا چاہیے اور دولت اس لیے بھی نہیں کمائی چاہیے کہ اس کا مظاہرہ کیا جائے۔ وہ قوم کو مشورہ دیتے ہیں کہ زندگی میں دولت ہی سب کچھ نہیں ہے۔ جو لوگ مالدار ہیں انہیں چاہیے کہ دوسروں کی مدد کریں۔ اس سلسلے میں دو بند ملاحظہ کیجئے:

کہتے تھے برازر کو سخن سنج پرانے  
 ان لوگوں کے ہمراہ گئے ان کے زمانے  
 وہ فلسفہ علم و ادب اب ہیں فسانے  
 بدلا ہے نیا رنگ زمانے کی ہوانے  
 دولت سے ہے اب زیست کا شانہ تہذیب  
 کہتے ہیں اسے شمع جلوہ خانہ تہذیب

چکبست کی شاعری خصوصی طور پر وطنی شاعری سے ڈوبی ہوتی ہے۔ ان کی شاعری مجاہدین آزادی کو جذباتی تحریک دیتی ہے۔ خصوصاً جنگ آزادی کی تین دہائی میں چکبست کی نظمیں مسلسل وطن پرستی کے گیتوں اور راگوں سے پر نظر آتی ہیں۔ فوج کے نوجوانوں کی ہمت افزائی اور ملک کی خدمت میں پوری طرح تیار رہنے والے افراد کے نام پنڈت برج نرائن نے کچھ ایسے اشعار بھی کہے ہیں جو آج بھی ہمارے لیے درس و عبرت اور سبق آموز ہیں۔

ساحل ہند سے ج-زار وطن جاتے ہیں  
 کچھ نئی شان سے جانباز کہن جاتے ہیں

ان کی رگ رگ میں ہیں پیوست شجاعت کے چلن  
 ان کا میدان ہی ان کے لیے ماں کا دامن

جس گھڑی معرکہ جنگ میں ہو تیج علم  
سورماڑتے ہیں اس طرح پکار سے عالم

یا ظفر یاب تمہیں دیکھ کے دل ہو بشاس  
آئے یاسوئے وطن خون میں ڈوبی ہوئی لاش

مادر قوم کا ہے اپنے سپوتوں سے پیام  
خطہ ہند کا اس جنگ میں روشن رہے نام  
چکبست کی شعری دنیا مختلف موضوعات کے گرد گھومتی ہے لیکن ان سبھی موضوعات کا تعلق وطن اور بیداری قوم تک محدود ہے۔  
ان کے یہاں حسن و عشق کے افسانے بہت کم ملتے ہیں۔ ان کی شاعری کا خاص مقصد وطن کو بیدار کرنا ہے۔ انہیں اپنے وطن کا ہر ذرہ  
دیوتا نظر آتا ہے۔ ان کی نظر میں وطن کے رکھوالے وطن کے درخشاں ستارے ہیں۔ حب الوطنی اس حد تک سرایت کر چکی ہے کہ وہ  
کہتے ہیں اس خاک سے اٹھیں گے اس خاک میں ملیں گے۔ کبھی ملک کی حالت دیکھ کر غم میں ڈوب جاتے ہیں۔ تو کبھی نصیحت کے  
ذریعے قوم کو جھنجھوڑتے ہیں اور امید سے دامن بھر لیتے ہیں اور اس طرح خوشی کا اظہار کرتے ہیں:

اور ہی رنگ پہ ہے پیار گلشن  
سیر کے واسطے آتے ہیں عزیزان وطن  
فرش آنکھیں لیے بیٹھے ہیں جوانان چمن  
دل میں طوفان طرب لب پہ عبت کے سخن

کون ہے آج جو امن بزم میں مسرور نہیں  
روم سرشار بھی ٹھہچ آئے تو کوئی دور نہیں

غرض یہ کہا جاسکتا ہے کہ چکبست کی شاعری وطن کی خوشبو سے معطر ہے۔ جس کی مہک آج بھی محسوس کی جاسکتی ہے۔ جس کا ثبوت  
ان کی نظمیں ہیں۔